یارسول اللہ ﷺ

Noor Masjid Kagzi Bazar
Mithadar, Karachi.
www.ishaateislam.net
021-32439799

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون

دار الافتاء النور

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

یا اللہ جل جلالہ

الاستفتاء:

جناب مفتی صاحب!

میری بھانجی کا ایک اَوباش سے معاشقہ چل رہا تھا، ہم نے جب اس کی گرفت کی تو اس نے کہا مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں آکر اس سے شادی کا فرمایا ہے۔ اس لئے میں اس سے ملتی جلتی ہوں۔ ہم نے تادیب کی تو بہن اپنی بیٹی کی حمایت کرنے لگی۔ ہم نے کہا کہ: اگر تو باز نہ آئی تو ہم تجھ سے قطع تعلق کر دیں گے۔ کچھ عرصے کے بعد اسی لڑکی نے اس لڑکے کو چھوڑ کر دوسرے اَوباش لڑکے کے ساتھ میل جول شروع کر دیا۔ ہم نے جب پُرسش کی تو کہنے لگی کہ: اب نبی پاک ﷺ نے مجھے اس لڑکے کے ساتھ شادی کا فرمایا ہے۔ اور بہن اب بھی اس کی حمایت کرتی رہی۔

ہم علّامہ سیّد شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں یہ مسئلہ لے کر گئے انہوں نے فرمایا کہ: ”یہ نبی علیہ سلام پر بہتان ہے کہ وہ ایک لڑکی کو نامحرم سے میل جول کا ارشاد فرمائیں۔ پھر مزید یہ کہ لڑکا تبدیل ہو گیا تو کیا معاذاللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنا موقف بدل لیا؟ یہ بڑا سفید جھوٹ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان عظیم ہے۔ آپ لوگ لڑکی کو میرے پاس لے آئیں میں اس سے کچھ سوال کرونگا“۔ لیکن میری بہن اور بھانجی بہت اِصرار کہ باوجود ان کے پاس نہ آئیں۔ شاہ صاحب قبلہ نے ہم سے یہ بھی فرمایا کہ ”اگر یہ نہیں باز آتیں تو ان کو چھوڑ دو۔“

پھر ہم ایک اور عالم دین کو بہن کے گھر پر لے گئے جنھوں نے پردے میں اس لڑکی اور اس کی ماں سے کچھ سوالات کئے اور نتیجتاً کہا کہ: **”تم کذّاب ہو فوراً توبہ کرو!“**۔ مگر وہ باز نہ آئیں۔ میں نے اِن سے رشتہ توڑ کر قطع تعلق کر لیا اور بہن نے اپنی لڑکی کی شادی اس اوباش سے کر دی۔ **کچھ عرصے کہ بعد میں نے بہن کو پیغام بھیجا کہ اگر تم نے حضور پاک ﷺ کے حکم والی جو بات گھڑی ہے اس سے توبہ کر لو تو ہمارا تعلق بحال ہو جائے مگر وہ اب بھی یہی کہتی ہے کہ وہ تعلق (جو مکمل گناہ اور روزانہ کی ناجائز ملاقاتوں کی صورت تھی)، سب حضور ﷺ کے فرمانے پر ہوا تھا۔ معاذاللہ!**۔ ہمارے خاندان کہ تمام معتبر و معتمد افراد نے ان کو سمجھانے کی ہر ممکن کوشش کر لی، مگر یہ ماں بیٹی اپنی ضِد پر اَڑی رہیں اور اپنی ضِد اور ہَٹ دَھرمی کا مُوجب و بنیاد اُسی خواب کو بنایا ہوا ہے۔ اس شادی کے ایک سال بعد بھی میں نے دوسری بہنوں کہ ذریعہ یہ پیغام بھجوایا کہ اب تو جو ہونا تھا وہ ہوا، اب بھی اگر وہ اس خواب والی بات سے سچے دل سے رجوع کر لے تو تعلقات بحال ہو جائیں گے۔ لیکن وہ اپنی بات پر اب بھی اڑی ہوئی ہے اور خواب کی قباحت اس کو محسوس نہیں ہو رہی۔

اب سوال یہ ہے کہ میں نے جو اپنی بہن اور بھانجی سے قطع تعلق کیا ہوا ہے، وہ شرعاً جائز ہے؟

(سائل: عبد اللہ، معرفت: علّامہ عرفان قادری ضیائی۔ مدظلہ العالی، کراچی)

باسمه تعالی و تقدّس الجواب:

نامحرم مرد اور عورت کا نکاح کے بغیر ناجائز اِختلاط اور میل جول حرام اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔ آپکی بھانجی اور بہن سے جو فعل ہو گیا اُس پر توبہ کرنا لازم ہے۔ اور اللہ کے رسول ﷺ کی طرف ایسی نسبت کرنا کہ: " وہ تعلق (جو لڑکی نے قائم کیا) سب حضور ﷺ کے فرمانے پر ہوا تھا۔" معاذ اللہ!۔ حالانکہ وہ غیر شرعی تعلق تھا، انتہائی درجہ کی جُرأت اور سنگین گناہ ہے، جو کہ نوعیت کے اعتبار سے پہلے گناہ سے بھی زیادہ بڑا جُرم ہے۔

اگرچہ کسی مُسلمان سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کو اللہ کے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ لیکن یہ حکم دُنیاوی رَنجشوں اور بغض و کینہ کی وجہ سے ترکِ تعلق کرنے کا ہے۔ اس کے برعکس، تین دن سے زیادہ قطع تعلق کی کچھ جائز اور لازم صورتیں بھی ہیں۔ جن میں قطع تعلق کرنا ضروری ہے۔

مثلاً: گمراہ، بدعقیدہ، بے دین سے تعلق نہ رکھنا اور گناہ گار کو ادب سکھانے اور اسکی تربیت کرنے کی غرض سے، اور خُود کو اس کی بُری صُحبت کے اثرات سے بچانے کے لئے ترکِ تعلق کرنا۔ وغیرہ

آپ نے بھانجی اور بہن کو علماء کی رہنمائی میں سمجھایا، اس کے باوجود وہ اپنے گناہ پر اصرار کر رہی ہیں اور اس پر اڑی ہوئی ہیں، مزید اِتمامِ حُجت کے لئے خاندان کے کچھ معزز افراد کے ساتھ مِل کر حکمتِ عملی سے بھی ان کو سمجھانے کی کوشش کر لی گئی، اس کے بعد بھی وہ نہیں سمجھ رہیں اور اپنے گناہ اور الزام پر قائم ہیں، لہذا آپ سب پر لازم ہے کہ مل کر ان سے تعلق ختم کر دیں اور ان کا سماجی بائیکاٹ کریں، تاکہ انہیں اپنے فعل کی سنگینی کا احساس ہو۔ (نوٹ: اس مسئلہ سے متعلق دلائل، قرآن و سنّت اور صحابہ کے عمل اور فقہاء کی عبارات کی روشنی میں تفصیلی فتویٰ میں موجود ہیں۔)

اس مسئلہ کی تفصیل یہ ہے کہ اگر خواب، شریعت کے واضح احکام (مثلاً قرآن یا حدیث) کے خلاف ہو، جیسا کہ آپ کی بھانجی نے بیان کیا، تو اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ خواب شرعی احکام کے لیے حُجّت نہیں ہے۔ گناہ والے کام کے حکم کی نسبت آپ ﷺ کی طرف کرنا آپ پر بہتان ہے، جس کی سزا، متواتر حدیث کے مطابق جہنّم ہے۔

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفیٰ: 261ھ، اپنی سند کے ساتھ روایت نقل فرماتے ہیں:

قال المُغِيرَة قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ كذبًا عَلَيَّ لَيس كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ، مَن كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقعَدَهُ مِنَ النَّارِ-(**صحيح مسلم**، مقدمة المصنّف، بَابُ فِي التَّحْذِيرِ مِنَ الْكَذِبِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، برقم: 4، 1/ 10، مطبوعة:دارالكتب العلمية ، بيروت، الطبعة الأولى 1420هـ-1999م)

یعنی: حضرت مغیرہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:”مجھ پر جھوٹ باندھنا کسی اور پر جھوٹ باندھنے جیسا نہیں،جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔“

امام **محمد امین بن عمر المعروف ابن عابدین شامی**، متوفیٰ: 1252 ھ، لکھتے ہیں۔

أَنَّ رُؤْيَا غَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ لَا يَنْبَنِي عَلَيْهَا حُكْمٌ شَرْعِيٌّ. (**رد المحتار على الدر المختار**، كتاب الصلوٰة، باب الأذان، تحت قول الماتن: ثُمَّ رُؤْيَا عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ إِلَخ، 1/ 383، دار الفكر، -بيروت، الطبعة الثانية، 1412هـ)

یعنی: ”بے شک انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کسی بھی شخص کے خواب پر حکم شرعی کی بنیاد نہیں ہوگی۔“

غیر نبی کے خواب سے کوئی شرعی حکم ثابت نہیں ہوتا۔وحی کا سلسلہ ختم ہوچکا ہے۔اب کوئی نیا شرعی حکم خواب کے ذریعے نہیں آسکتا۔نہ ہی کسی ثابت شدہ حکم میں تبدیلی ہوگی۔

رب تعالیٰ قرآن کریم فرماتا ہے:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ (المائدة:5/ 3)؛ ترجمہ:” آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔“

حرام وحلال کے جو احکام ہیں وہ سب مکمل کر دیئے گئے ہیں۔اب اس میں خواب یا کسی بھی اور ذریعے سے کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔

اس سلسلہ میں امام ابو الفضل احمد بن علی المعروف **ابنِ حجر عسقلانی** (متوفی 852ھ۔) لکھتے ہیں:

أَنَّ النَّائِمَ لَوْ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يَأْمُرُهُ بِشَيْءٍ ... لَا بُدَّ أَنْ يَعْرِضَهُ عَلَى الشَّرْعِ الظَّاهِرِ. (**فتح الباري**، بَاب مَنْ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ فِي الْمَنَامِ، 12/ 389، رقم الحديث: 6992، دار المعرفة – بيروت، 1389 هـ)

یعنی: " نیند میں کوئی شخص اگر دیکھے کہ نبی ﷺ اُسے کسی کام کا حکم دے رہے ہیں تو لازم ہے کہ اس حکم کو ظاہری احکامِ شریعت پر پیش کرے۔"(کہ اس کے مطابق ہے یا نہیں)۔

قطع تعلق کی مُمانعت مطلقاً نہیں بلکہ اس کی کچھ جائز اور واجب صُورتیں بھی ہیں۔ چنانچہ:

امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفٰی:261ھ، اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي أيوب الْأَنْصَارِيِّ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال:لَا يَحِلّ لمُسلِمٍ أنْ يَهجُرَ أخَاهُ فَوقَ ثَلاثِ لَيَالٍ.(**صحيح مسلم،** كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم الهجر فوق ثلاث بلا عذر شرعي، 4/ 1984، برقم:2560، مطبوعة:دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى 1420هـ-1999م)

یعنی: حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **"مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن / رات سے زیادہ چھوڑ دے۔"**

ایک اور مقام پر روایت کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قال «لا يدخل الجنة قاطع» (**صحيح مسلم،** كتاب البر والصلة والآداب، باب صلة الرحم، وتحريم قطيعتها، 4/ 1981، برقم:2556، مطبوعة:دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى 1420هـ-1999م)

یعنی: "حضرت جبیر بن مطعم روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: **"قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا"۔**

علامہ بدرالدّین محمود عینی حنفی (متوفٰی:855ھ۔) **اس موضوع سے متعلق بخاری شریف میں موجود ایک باب کے عنوان پر شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:**

(بابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الهِجرَانِ لِمَنْ عَصَى): أَي: هَذَا بَاب فِي بَيَان مَا يجوز من الهِجرَانِ لمَن عَصَى، وَقَالَ المُهلب: غَرَض البُخَارِيّ من هَذَا الْبَاب أَن يّبينَ صِفَةَ الهِجرَانِ الجَائِز وَأَن ذَلِك مُتنوّعٌ على قدرِ

الاجرَام، فَمن كَانَ جُرمُه كَثيراً فَيَنْبَغِي هِجرَانُه واجتنَابُه وَترك مُكَالمَتِه. (**عمدة القاري شرح صحيح البخاري**، كتاب الأدب، باب ما يجوز من الهجران لمن عصى، 22/ 143-144، دار إحياء التراث العربي و دار الفكر، بيروت)

یعنی: ”یہ باب ان لوگوں کے ساتھ ہجران(یعنی قطع تعلق) کے جواز کی وضاحت ہے جو گناہ کرتے ہیں۔ اور” مہلب“ کہتے ہیں: امام بخاری کا اس باب کو قائم کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہجران (قطع تعلق) کی جائز نوعیت کی وضاحت کی جائے اور یہ کہ اس کا حکم نافرمانی کی شدت کے لحاظ سے مختلف اقسام کا ہوتا ہے۔ لہٰذا جس شخص کا جُرم (گناہ) زیادہ ہو، تو اُس سے قطع تعلق اور دور رہنا مناسب ہے اور اس سے گفتگو کو ترک کرنا چاہیے۔“

امام جلال الدّین عبد الرحمٰن سُیُوطی شافعی (متوفیٰ:911 ھ۔) **مذکورہ بالا حدیث کے تحت فرماتے ہیں:**

(وَلَا يَحِلّ لُمسلِمٍ أن يهجُر أخَاه فَوقَ ثَلاث)، قَالَ العُلماءُ: إلّا لمَِن خَافَ مِن مُكَالمَتِه أنْ يَّدخُلَ عَليه مَا يُفسِدُ عَلَيه دِينَه، أو مُضرّةٌ في نَفسِه أو دُنياهُ، فَإنه يجُوزُ، وَرُبَّ هَجرٍ جَميلٍ خَيرٌ مِن مُخَالَفَةٍ مُؤذِيةٍ. (**التوشيح شرح الجامع الصحيح**، كتاب الأدب، باب ما يجوز من الهجران لمن عصى،8/ 3672، برقم: 6078، مكتبة الرشد، الرياض، الطبعة: الأولى، 1419 هـ - 1998 م)

یعنی: ”(مسلمان کے لیے اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دینا جائز نہیں ہے) علماء نے کہا: سوائے اس صورت کے جب کسی کو اُس کی بات چیت سے ڈر ہو کہ وہ اُس کے دین کو خراب کر دے گی یا اُس کی ذات یا دنیا کے لیے نقصان دہ ہو گی، تو یہ (قطع تعلق) جائز ہے، اور کبھی کبھار اچھے انداز سے کسی کو چھوڑ دینا، نقصان دہ مخالفت سے بہتر ہوتا ہے۔“

مذکورہ بالا حدیث کے تحت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی (متوفیٰ:1391ھ) **لکھتے ہیں:**

”یہاں چھوڑنے سے مراد دنیاوی رنجشوں کی وجہ سے ترک تعلق کرنا ہے، چونکہ تین دن کے عرصہ میں نفس کا جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اس لیے تین دن کی قید لگائی گئی۔ بدمذہب بے دین سے دائمی بائیکاٹ کرنا یا تعلیم و تربیت کے لیے ترک تعلق کرنا زیادہ کا بھی جائز ہے۔ حضور نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے حضرت کعب ابن مالک، بلال ابن امیہ، مرارہ ابن لوی رضی اللہ عنہم اجمعین کا پچاس دن رکھا، یہ بائیکاٹ ہجران نہ تھا بلکہ تعلیم تھی لہذا یہ حدیث حضرت کعب کی حدیث کے خلاف نہیں۔“ (**مراۃ المناجیح**، باب: اس کا بیان کہ مسلمانوں کو چھوڑے رکھنا ان کا بائیکاٹ کرنا چھپے عیوب کی تلاش ممنوع ہے، پہلی فصل، ۶/ ۴۴۸، حدیث: 855، ط: لاہور)

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ قرآن مجید میں حکم فرماتا ہے:

وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (الأنعام:6/ 68)

ترجمہ: ’’اگر شیطان تمہیں بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔‘‘

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ ایسی جگہ بیٹھے جو کہ بے دینوں اور گناہوں پر اصرار کرنے والوں کی مجلس ہو یا جہاں دین کا احترام نہ کیا جاتا ہو۔

صحابیٔ رسول ﷺ کا عمل بھی اس حوالے سے رہنمائی کرتا ہے۔

چنانچہ امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفیٰ:261ھ، اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن سعيد ابن جُبَيْرٍ؛ أَنَّ قَرِيبًا لِعَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ خَذَفَ. قَالَ: فَنَهَاهُ وَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْخَذْفِ وَقَالَ: (إِنَّهَا لَا تَصِيدُ صَيْدًا وَلَا تَنْكَأُ عَدُوًّا. وَلَكِنَّهَا تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَأُ الْعَيْنَ)، قَالَ: فَعَادَ، فَقَالَ: أُحَدِّثُكَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْهُ، ثُمَّ تَخْذِفُ! لَا أُكَلِّمُكَ أَبَدًا! (**صحيح مسلم**، كتاب الصيد والذبائح، باب اباحة ما يستعان ... الخ، 3/ 1548، برقم:1954، مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه، القاهرة، ثم صورته دار إحياء التراث العربي بيروت وغيرها، عام النشر:1374 هـ، 1955م)

یعنی: ’’حضرت سعید بن جُبیر روایت کرتے ہیں کہ، حضرت عبد اللہ بن مُغَفَّل رضی اللہ عنہ کے ایک رشتہ دار نے کنکر پھینکے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے منع کرتے ہوئے فرمایا: ’’ بیشک سرکار ﷺ نے کنکر مارنے سے منع کیا اور فرمایا ہے کہ: ’’ اس سے شکار نہیں ہو سکتا، نہ دشمن کو کوئی نقصان پہنچایا جا سکتا ہے، البتہ یہ کبھی کسی کا دانت توڑ دیتا ہے اور آنکھ پھوڑ دیتا ہے۔‘‘ راوی فرماتے ہیں کہ، اس شخص نے دوبارہ کنکر پھینکے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے، تُو پھر بھی کنکر مارتا ہے!۔ اَب میں تجھ سے کبھی کلام نہ کروں گا!‘‘

امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف نوَوِی (متوفیٰ:676ھ۔) اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔

فِيهِ هِجْرَانُ أَهْلِ الْبِدَعِ وَالْفُسُوقِ وَمُنَابِذِي السُّنَّةِ مَعَ الْعِلْمِ وَأَنَّهُ يَجُوزُ هِجْرَانُهُ دَائِمًا وَالنَّهْيُ عَنِ الْهِجْرَانِ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِنَّمَا هُوَ فِيمَنْ هَجَرَ لِحَظِّ نَفْسِهِ وَمَعَايِشِ الدُّنْيَا وَأَمَّا أَهْلُ الْبِدَعِ وَنَحْوُهُمْ

فَهِجْرَانُهُمْ دَائِمًا. (**المنهاج شرح صحيح مسلم للنووی**، كتاب الصيد والذبائح، باب اباحة ما يستعان ... الخ، 13/ 105، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: الثانية 1392 هـ)

یعنی: ” اس میں اہل بدعت، کھلے عام گناہ کرنے والوں اور علم کے باجود سنت سے لاپرواہی کرنے والوں سے قطع تعلق کرنے پر دلیل ہے۔ اوران سے دائمی طور پر قطع تعلق کرنا بھی جائز ہے اور تین دن سے زیادہ قطع تعلقی کرنے سے جو منع کیا گیا ہے وہ ان لوگوں کے لیے ہے جو اپنے نفس اور دنیا کی وجہ سے قطع تعلقی کرتے ہیں۔ بہر حال بدعتی اور اس قسم کے لوگوں سے ہمیشہ کے لیے قطع تعلق کرنا چاہیے۔“

کتبہ:

أبو اللّیث محمّد طاہر قادری

(المُتَخَصّص فی الفِقہِ الإسلَامِی)

۔ دارالإفتاء النّور، جمعية اشاعة أهل السنّة (باکستان)، کراتشی

TF-3049

۲۵، اپریل ۲۰۲۵ء، بمطابق ۲۶، شوال المکرّم، ۱۴۴۶ھ۔

الجواب صحیح و المجیب نجیح:

الدکتور المفتی محمد عطاء اللّٰہ النّعیمی

شیخ الحدیث جامعة النّور ورئیس دار الإفتاء النّور

جمعیة إشاعة أهل السنة (باکستان)، کراتشی

الجواب صحیح و المجیب نجیح:

المفتی محمد جنید العطاری النّعیمی

دار الإفتاء، جمعیة إشاعة أهل السنة (باکستان)، کراتشی

الجواب صحیح:

مفتی محمد عمران المدنی النعیمی

دار الإفتاء محمدی مسجد گارڈن ویسٹ، کراتشی

الجواب صحیح:

ابو ثوبان مفتی محمد کاشف مشتاق عطاری النعیمی

دار الإفتاء، جمعیة إشاعة أهل السنة (باکستان)، کراتشی